بعون عنایات آفرینندہ عالم و خلاق ہمہ عش و ماتم

مثنوی

قصہ غم

یعنی

واقعہ وفاتِ مہتاب النسا بیگم

من تصنیف

عالیجناب مستغنی عن الالقاب جناب نواب ذوالملک بہادر المتخلص بہ داور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

اے خدا اسکو نیکنام تو کر   اور مقبول خاص عام تو کر

واضح رائے ارباب دانش ہو کہ اس قصۂ غم کی تصنیف و ترتیب کے اصلی واقعات یہہ ہین کہ میری دختر مسماۃ مہتاب النسا بیگم مرحومہ مشیت ایزدی سے عین عالم جوانی اٹھارہ برس کے سن مین بحالت نوعروسی اس دنیاے فانی سے راہی دار البقا ہوئی۔

اوس نیکبخت ازلی کا واقعۂ انتقال کچہ ایسا عجیب ہے کہ جسکا پورا بیان ممکن نہین وقت آخر اوسکو وہ استقلال حاصل تہا جو کسی زاہد کامل کو نہین ہوتا پہلے ایک شب کے خفیف سی بخار مین اوس نے اپنی موت کا تیقن کر لیا اور اپنے بیگانون سے منہہ موڑ کے یاد الٰہی مین مصروف ہو گئی۔

دوم یہہ کہ سکرات کے آثار اوسپر بالکل ظاہر نہین ہوے بلکہ قبض روح کے وقت اللہ اللہ کہتے کہتے خاموش ہو گئی۔ اور شوق دیدار خدا مین اوسکے آنکہین کہلی ہوئین اور کلمہ کی دونون انگلیان اوٹہی رہگئین

سوم یہہ کہ جسوقت اوسکی ماں نے بیقراری سے لاش کو سینہ سے لگا کے کہا کہ افسوس بیٹی تیری

آنکھین کھلی رہگئی ہین۔ ماںکی یہہ تقریر آہ وزاری سنتے ہی مرحومہ نے فوراً آنکھین بند کرلین
چہارم جب لاش قبر مین اوتاری گئی اوسکا منہ خودبخود قبلہ کیطرف پھر گیا جس سے سب حاضرین کو خدا تعالے کی رحمت کے آثار نمایان ہوگئے
پنجم مین نے اور اوسکی والدہ نے ایک ہی شب مین مرحومہ کو ایک ہی حالت سے خواب مین
دیکھا اور اوس نے زبان عربی مین نہایت فصاحت سے احوال سوال وجواب قبر و
کیفیت دوزخ وجنت ومغفرت وغیرہ بہ تفصیل بیان کی جیسا کہ اس مثنوی مین نظم ہے،
علاوہ اسکے بعض حاجیون نے بظاہر بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوے آسے دیکھا اور اکثر
لوگون نے اوسکو خواب مین تلاوت قران مجید کرتے ہوے دیکھا اور اسوقت تک خوش اعتقادی سے
مرحومہ کے قبر پر ہجوم خلائق رہتا ہے متعدد اوقات لوگون نے اوسکی قبر سے عود وعنبر کی بو مہکتے اور نور چمکتے
دیکھا ہے ماحصل یہہ کہ اگر مین یہہ تمام کیفیات لکھنے کا ارادہ کرتا تو ایک بڑی مطول کتاب ہوتی الغرض
ایسے ہی چند ابواب حالت رنج وغم مین مجھے اس قصہ غم کے لکھنے کے باعث ہوے۔ اور جو واقعات اسمین
لکھے گئے ہین بخدا اوسمین بناوٹ نہین ہے جو حالات مین نے دیکھے و سنے ہین وہی لکھے ہین بلکہ اونکے بیان کرنیکو
مجھے کافی الفاظ نہین ملتے۔ اسمین شک نہین کہ مثنوی مین کوئی دلچسپی نہین ہے لیکن جو حضرات غم فرقت الم
کے صدمے اوٹھاے ہین اونکے دل ضرور اس نظم کو پسند کرینگے۔ حاصل کلام یہہ کہ اگر یہہ میرا ہدیہ اہل درد
مقبول خاطر ہو تو بندے کو دعاے خیر سے یاد فرمائین ۔ دوستو یہہ مری غمخواری ہے، دہا لکھنا عیب کا ستاری ہے فقط



بِسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم

حمدِ خدای تعالیٰ

کیا کرین حمدِ خداوندِ جہان — ذاتِ بیچون مین نہین دخلِ گمان

اُس سے سب اہلِ جہانکی ہے نمود — بندہ کیا شے ہے خدا ہے موجود

کیا پست اِسکو اُبھارا اوس کو — اِسکو پیدا کیا مارا اوس کو

کہین باطن کہین ظاہر دیکہا — ہر جگہہ حاضر و ناظر دیکہا

جسکو تو چاہے کرے اُسکو سعید — ابھی ذَرّہ ہو چمک کر خورشید

دل کے داغوں کو گلستان کر دے — اور گلستان کو بیابان کر دے

دل کو تو خانۂ ایمان کر دے — مور کو چاہے سلیمان کر دے

گر ترا حکمِ قضا جاری ہو — خاک پر گنبدِ زنگاری ہو

ابھی صحرا کا سمندر ہو جائے — راہ سب سدِّ سکندر ہو جائے

ہو سمندر مین سمندر پیدا — آگ سے ہو ابھی گوہر پیدا

دشت گلشن بنے گلشن صحرا — بحر قطرہ بنے قطرہ دریا

شبِ دیجور شبِ نور بنے — روزِ روشن شبِ دیجور بنے

چاند سورج بھی شرارے ہو جائین — مہر و مہ گھٹ کے ستارے ہو جائین

شب کو بے نور یہ تارے ہو جائین — خاک کے ذرّے ستارے ہو جائین

خاک سے چاہے صدف پیدا ہو — آب سے درِ نجف پیدا ہو

عشق مین معجزہ کر دے پیدا — لیلی مجنون بنے مجنون لیلی

پست کو چاہے تو بالا کر دے
رات کو دن کا اوجالا کر دے

نار بھی صاعقہ نور بنے
ہر شجر اک شجرِ طور بنے

اک ترا کن کا اشارہ ہو اگر
آسمان نیچے زمین ہو اوپر

تیری قدرت سے یہ کچھ دور نہین
سب یہ قادر ہے تو مجبور نہین

نعتِ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

نعتِ احمد ہے کہ ہے حمدِ خدا
شان مین جس کی ہے لولاک لما

تجھ سے قایم ہین زمین و افلاک
یا نبی شاہسوارِ لولاک

عرش پر نام رقم ہے تیرا
لوح تیری ہے قلم ہے تیرا

حق نے کیا کیا تری مہمانی کی
اور جبرئیل نے دربانی کی

کون تھا کس نے یہ رتبہ پایا
کس نبی کے لئے رفرف آیا

جن و انس و ملک و حور و پری
سب ترے نور کی ہے جلوہ گری

تیرا ڈنکا ہے دہائی تیری
تو خدا کا ہے خدائی تیری

کر سکے وصف بشر کیا ہی مجال
ہی فرشتوں کا یہان ناطقہ لال

زورِ اسلام ہوا ہے جن سے
چار اصحاب ستون ہین دین کے

ہین وہ صدیق و عمر اور عثمان
ان کے رتبہ کا ہی شاہد قرآن

یا علی قاتلِ کفار ہے تو
غیر فرار ہے کرار ہے تو

وصف خالق نے ترا فرمایا
لافتا شان ہین تیری آیا

چشمِ بد دور نبی کے سبطین
فاطمہ نور ہے وہ نور العین

آل و اصحاب پہ امت پہ تمام
رحمت اللہ کی نازل ہو مدام

مدح و ثنائے خسروِ دکن سلطان زمن ظل اللہ نظام الملک آصفجاہ اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ

شہِ آصف کی ثنا کرتا ہون
روز و شب حق سے دعا کرتا ہون

میر محبوبِ علی شاہِ زمان / شاد رکھّے تجھے خلّاقِ جہان
اخترِ بخت رہے تابندہ / حق تعالیٰ تجھے رکھّے زندہ
آل اولاد تری شاد رہے / خانۂ دل ترا آباد رہے
بادشاہی رہے قایم تیری / یہہ ریاست رہے دایم تیری
چترِ شاہی رہے سر پر تیرے / ایک عالم رہے در پر تیرے
تختِ شاہی پہ ہو تو پایندہ / مہر و مہ تاج پہ ہون تابندہ
رہے اقبال درخشان تیرا / اور دشمن ہو پریشان تیرا
تو جہان مین رہے باتاج و سریر / سرِ اعدا پہ ہو تیری شمشیر
ہو عدو سامنے تیرے بسمل / اُسکا مریخِ فلک ہو قاتل
کیا لکھے تیری شجاعت کا بیان / یہ قلم کو مرے قدرت ہی کہان
ہی عیان جرأت و ہمت تیری / مین نے دیکھی ہے شجاعت تیری

جب عدو سامنے آجاتا ہے
بید کی طرح سے تھرآتا ہے

تجھ سے ہم پنجہ ہو طاقت کیا ہے
شیر کیا اوسکی حقیقت کیا ہے

تیرا کیونکر نہو عالم تسخیر
تیرے قبضہ مین ہین اسپ و شمشیر

اسپ وہ اسپ ہین شبدیز و سمند
تیغ وہ تیغ جہان گیر پسند

ایک دم مین سر اعدا ہو قلم
تیغ تیری سے ہے قضائے مبرم

قہر بہی مہر بہی رحمت بہی ہے
اور ریاست بہی سیاست بہی ہے

فرض ہے سب پہ اطاعت تیری
سب پہ واجب ہوئی خدمت تیری

عدل وہ عدل ہے عادل تیرا
رہتے ہین باز و کبوتر یکجا

کیا لکھون وصفِ سخاوت تیرا
مین نے دیکہا تجھے حاتم کو سنا

ملک آباد رعیت خوشحال
عہد مین تیرے ہین سب مالا مال

جسکو چاہا دیے لاکھون توڑے
سیکڑون فیل ہزارون گھوڑے

دامنِ اہلِ جہان پُر دُرشد
کاسۂ چشمِ حریصان پُر شد

مجھ پہ شاہانہ ہوا فیض ترا
مور کو رتبہ سلیمان کا ملا

ایک عالم ہو ترے زیرِ نگین
سب زبان سے کہین آمین آمین

حق تعالےٰ ہو نگہبان تیرا
دل سے داور ہے ثناخوان تیرا

حالِ بے ثباتیٔ دنیائے ناپائدار

ہین اک وضع پہ حالِ دنیا
کیا لکھون رنج و ملالِ دنیا

چل بسے چھوڑ کے شاہانِ جہان
وہ کہان دولت و حشمت وہ کہان

موت بالین پہ کھڑے ہنستی ہے
اپنی ہستی بھی عجب ہستی ہے

ہم نے دنیا کی یہ ہستی دیکھی
کبھی صحرا کبھی بستی دیکھی

اِس کو خوش دیکھا تو اسکو پُر غم
عیش و غم دونون یہان ہین توام

کوئی جاتا ہے کوئی آتا ہے
ساتھ لاتا ہے نہ لیجاتا ہے

عیشِ جاوید کہان پایا ہے بندہ مرنے کیلئے آیا ہے

تصویرِ غم حالتِ رنج والم

اہلِ انصاف کرین غور ذرا کہینچتا ہون مین یہ نقشہ غم کا
بحرِ غم نے مرے اک جوش کیا دین و دنیا کو فراموش کیا
سینہ و چشم و جگر کے دل کے بہگئے چار عناصر مل کے
غم سے اک جوش ہوا نالونکو خار نے چہیر دیا چہالون کو
طفلِ اشک آنکہون سے بہکر جو گرا آستین بنگیا دامن میرا
آگ بہڑکی ہے دہوان اُٹھتا ہے یہ جلے دل کا نشان اُٹھتا ہے
اِس زمین پر جو قدم اُٹھتا ہے ہر قدم سوے عدم اُٹھتا ہے
ہان کرین چشم بصیرت کو وا صاف کہلجائیگا دل کا نقشا
کیا لکہون دل یہ قلق ہوتا ہے سینہ غم سے مرا شق ہوتا ہے

ہے قلم آہ الم کی صورت
حرف تیرہ شب غم کی صورت

صفحۂ دل پہ جو تحریر ہے یہ
اک جوان مرگ کی تصویر ہے یہ

نقشہ وہ کرتا ہون غم کا ایجاد
چوم لین ہاتھ کو مانی بہزاد

صاف ماتم کا مرقع کھنچ جائے
روح مانی کی جسے دیکھنے آئے

دیکھہ لین اس صفِ ماتم کو اگر
غم کرین حور و ملک جن و بشر

دیکھلے گر مرے غم کا احوال
ابھی ہو جائے فلک غم سے نڈھال

قطرۂ اشک کی صورت تارے
ابھی گر جائین فلک سے سارے

مردمِ دیدہ کو حیرانی ہو
غم کو بھی غم سے پریشانی ہو

رکھ کے فانوس کا پردہ منھ پر
شمع بھی غم سے جلے گھل گھل کر

خاک اُڑ جائے ابھی صحرا مین
آگ لگ جائے ابھی دریا مین

دلِ نالان جو مرا شور مچائے
آسمان پھٹ کے زمین پر گر

غم عجب طرح کے لاتا ہی رنگ — موم کر دیتا ہے دل کو کبھی سنگ

رہا قالب مین رگِ جان ہوکر — آنکھ مین اشک کا طوفان ہوکر

دل مین اک آگ لگائی اوس نے — کبھی اشکون سے بجھائی اوس نے

دین و دنیا کو بھلا دیتا ہے — ہنسنے والون کو رلا دیتا ہے

چھیڑتا ہے کبھی بہلاتا ہے — رنگ ہر روز نیا لاتا ہے

طایرِ جان کا ہے صیاد کبھی — رگِ جان کے لئے فصاد کبھی

کبھی وہ زیرِ زمین جاتا ہے — اور کبھی عرش کو چھو آتا ہے

غم رہا دل مین ستمگر بنکر — ڈسنے آیا ہے مجھے اژدر بنکر

گھر نظر آنے لگا صورتِ گور — رگ و مو تن پہ ہوئے مار و مور

آہ سے آگ لگی صحرا کو — اشک نے قطرہ کیا دریا کو

چشم دریا ہوئی گریان ہوکر — رہگیا نوح کا طوفان ہوکر

درد و غم رنج و الم شادی ہے — دل مین ویرانہ سے آبادی ہے
شہرہ ہے اب مرے غم خانے کا — نام آباد ہے ویرانے کا
سوگ ہے شمع کو پروانیکا — نام روشن ہے سیہ خانیکا
خانۂ دل مین وہ مہمان ہوکر — رہگیا درد بہی ارمان ہوکر
زخم ہین دل پہ جگر پر لاکہون — غم کے نشتر یہ ہین نشتر لاکہون
طایرِ دل مرا گھبراتا ہے — قفسِ تن سے اُڑا جاتا ہے
باغ مین دل نہین لگتا میرا — کبہی بہاتی ہے تو جنگل کی ہوا
باغ مین گل مجھے کیا دیتے ہین — غنچے ہنس ہنس کے رلا دیتے ہین
سینہ داغون سے گلستان ہے مرا — جل کے دل سرو چراغان ہے مرا
بس یہی گل سے ثمر پایا ہے — داغ لالے کی طرح کہایا ہے
بوئے گل بادِ بہاری لائی — خاک مین مجھکو ملانے آئی

گُل نظر آنے لگے خار کی شکل
دلِ پژمردہ ہے بیمار کی شکل

قطرے شبنم کے ہین اخگر تن پہ
بُنِ مو ہو گئے نشتر تن پر

زخمِ دل پہ جھلکے مرے آئے لہو
پھاہے آتش ہی کے پرکالے ہوئے

دل سنبھل جاتا ہی غم کھانے سے
یہہ بہل جاتا ہے ویرانے سے

مشغلہ دل کے ہے بہلانیکا
کیا مزا پڑ گیا غم کھانیکا

سُن ذرا حال جگر کا دل سے
پوچھہ بسمل کی تڑپ بسمل سے

کب مسیحا سے شفا ہوتی ہے
موت اِس دُکہہ کی دوا ہوتی ہے

دل پہ ہے جبر کہ لکہہ غم کا بیان
دلِ بیتاب کو یہ تاب کہان

مین کہان یہ غمِ جانکاہ کہان
دیکھیے کوہ کہان کاہ کہان

خرمنِ دل مین ہین اخگر لاکھون
اِک رگِ جان ہے مین نشتر لاکھون

غم نکر دل پہ مرے جبر و ستم
آہ کے ساتہہ نکل جائے نہ دم

خونِ دل پینے لگا غم کہا کر
دل نے اک شور کیا گہبرا کر

یک بیک آ گیا یہ مجھکو خیال
کہ لکھوں اپنے ہی غم کا احوال

آنکہ سے مین نے جو دیکہا لکہا
رکھا بس قصۂ غم نام اسکا

آغازِ قصۂ غم واقعہ وفاتِ مہتاب النسا بیگم

دل کا اِک درد عیان ہوتا ہے
غم کے قِصّہ کا بیان ہوتا ہے

دل کو آئی ہے سُنانی غم کی
قِصّہ غم کا ہے کہانی غم کی

یون تو دنیا مین سراسر غم ہے
اِک جوانمرگ کا یہ ماتم ہے

ڈہونڈہتا ہے دلِ غمخوار مرا
گُم ہوا ہے دُرِ شہوار مرا

ہان برس جائے جھڑی اشکونکی
کبہی ٹوٹے نہ لڑی اشکونکی

دل جو روتا ہے جگر سے مِل کے
پہوٹ جاتے ہین پہپولے دل کے

داغ پر داغ ستم ہے دِل مین
درد ہے غم ہے اَلم ہے دِلمین

کیا لکھون مین نہین غم کی مجہے تاب — ایک دختر تہی مرے ای احباب
اُس کا آنا تہا کہ دولت آئی — بخت کی نیک تہی میری جائی
دِل مرا اُوسکا ہی گہوارا تہا — گود مین دل کی طرح پالا تہا
اُسکا جینا نہ فلک کو بہایا — وہین پیغام قضا کا آیا
دوست احباب بصد آہ و فغان — ہائے کرتے تہے یہ ورد زبان
داور الملک کی صاحبزادی — حال مین اُسکی ہوئی تہی شادی
سِن بہی اٹہارہ برس سے کم تہا — نام مہتاب نسا بیگم تہا
رہتی تہی یادِ خدا مین دن رات — نیک خصلت بہی تہی اور نیک صفات
موت کو یاد کیا کرتی تہی — حق سے ملنے کی دعا کرتی تہی
تہی یہی اوسکی دُعا شام و پگاہ — خاتمہ خیر سے ہو یا اللہ
اپنے عصیان سے پشیمان دلمین — حق سے ملنے کا تہا ارمان دلمین

یون تو جینے کو جیا کرتی تھی — دل سے مرنے پہ بہت مرتی تھی
حق سے اسنے جو دعا کی پیہم — آگیا جوش مین دریائی کرم
جب پیام اجل آیا اوسکو — شکر کرتے ہوئے پایا اوسکو
خوش ہوئی رنج والم بھول گئی — مثل گل غنچہ دہن پھول گئی
دیکھا پھر اپنے نہ بیگانون کو — چھوڑا اوس شمع نے پروانونکو
لیا رحمت کا سہارا اوسنے — کیا دُنیا سے کنارا اوسنے
جب نظر سوئے خُدا کرنے لگی — اللہ اللہ کا دم بھرنے لگی
کلمہ صدقِ زبان سے کہنا — محو دیدارِ خدا مین رہنا
اللہ اللہ کی آواز ہوئی — طایرِ روح کی پرواز ہوئی
کردیا ترک اِشارہ گل سے — کیا بُلبل نے کنارہ گُل سے
غنچہ پژمُردہ ہوا گُل ہوکر — گُل کی بو اُڑگئی بُلبُل ہوکر

ہائی چھوڑا قفسِ تن اپنا
گیا طوبےٰ پہ نشیمن اپنا

گئی اسطرح سے فردوس کی راہ
ہوگیا خاتمہ اِنّا للہ

موت کو جو کوئی سمجھے معراج
ہو مسیحا سے بھی اُسکا نہ علاج

شورِ نالہ تھا ہر اک کے لب پر
مثلِ گل ٹکڑے ہوے سب کے جگر

جب خزاں گل کو ہوا دیتی ہے
دِل کو بلبل کے جلا دیتی ہے

گل و بلبل میں رہا راز و نیاز
ایک کا ایک تھا باہم دمساز

انقلابِ چمنِ دہر ہوا
کچھ عجب طرح کا صدمہ دیکھا

گل پہ پروانے فدا تھے جاکر
شمع پر جلتے تھے بلبل آکر

گل نے پھاڑا تھا گریبان اپنا
ٹکڑے ٹکڑے کیا دامان اپنا

تھی نہ بلبل کو تمنا گل کی
نہ محبت وہ گل و بلبل کی

جب نسیمِ سحری آتی تھی
باغ سے بچکے چلی جاتی تھی

طایرِ باغ بہی چلّاتے تہے | آنسو شبنم کے ٹپک جاتے تھے
بُلبُلیں لوٹ گییں خاروں پر | گل سمجھکر گریں انگاروں پر
گرے پڑتی تہی نسیمِ سحری | غم کے دریا میں گلِ نیلوفری
لڑکھڑاتے ہوئی پہرتی تہی صبا | پاؤں جمتا تہا نہ ہرگز اوسکا
لٹ گئی کیا چمنستان کی بہار | اڑ گئی شمعِ شبستان کی بہار

بیانِ آہ و زاری والدۂ معشوقہ

جو سنیگا اوسے بس ہوگا ملال | اوسکے مادر کا سناؤں احوال
اوس جوانمرگ کو سوتے پایا | حسرت و یاس کو روتے پایا
ماں کے رونے سے ہوا حشر بپا | ہائے وہ شورِ قیامت کا تہا
حال اوس غم کا نرالا دیکہا | رات دن کو تہ و بالا دیکہا
چہرہ کو آنسوں سے دہو دہو کر | بین کرنے لگی یوں رو رو کر

مری پیاری مری جانی افسوس
ہائے یہ تیری جوانی افسوس

عمر اٹھارہ برس کی پائی
مرگئی ہائے مری شیدائی

عمر پائی بھی تو اتنی پائی ہا ہا
موت کو لیکے جوانی آئی ہا ہا

ہائے ملنے کی نہ فرصت پائی
موت آئی بھی تو بیوقت آئی

بات کرتے مین مری جانی سے
روح نکلی ہے کس آسانی سے

ہائے مین خون جگر پیتی ہون
ہائے تو مرگئی مین جیتی ہون

ہے یہ عبرت کی جگہہ کس سے کہون
وہ رہے گور مین مین گھر رہتی ہون

اب بغل مین وہ گل اندام کہان
دل بیتاب کو آرام کہان

کیا ہوا ہائے مرا لختِ جگر
کیا ہوا ہائے مرا نورِ نظر

کیا ہوا ہائے گلِ رعنائی
کیا ہوا ہائے مرا شیدائی

ہائے آرام گیا خواب گیا
جب سے وہ ابر مین مہتاب گیا

اب کہان دیکھنے پاؤن گی تجھے
ہائے کیا اِسلئے پالا تہا تجھے

اب کہان ڈہونڈہنی جاؤن گی تجھے
کہ مصیبت مین پہنائیگی مجھے

میرا آبادنہ کاشانہ کیا
اب نظر آئیگی پہر تو نہ مجھے

دِل کو ویرانہ سا ویرانہ کیا
خوب سا دیکہلون جی بہر کے تجھے

بعد وفات کے کہلی رہجانا مرحومہ کی آنکہونکا اور
آہ وزاری کرنا مان کا اور خود بخود بند ہوجانا آنکہون کا

اوس کو دیکہا تو یہ حالت دیکھی
پُتلیان سوئے خدا تہین اُسکی

رہگئی تہین کہلی آنکہین اُوس کی
اُنگلیان قبلہ نما تہین اُسکی

دِل کو صاف آئینہ آئین دیکہا
وہ نظر یاس کی حسرت کی نگاہ

دِیدون کو دیدۂ حق بین دیکہا
اُنگلیان دونون شہادت کی گواہ

خشک تہا چشمۂ چشم پُر آب

ڈہیلے آنکہون کے تہے دریا کی حباب

لب سے تھے خاموش تو بچیں آنکھین — تھا دہن غنچہ تو نرگس آنکھین

نرگسین دیدون کے صدقے تیرے — صدقی تیرے گلِ خندان یہ

تکتے حسرت سے ہو صورت میری — دیکھون کن آنکھون سے آنکھین تیری

واری بیدار نہین ہوتی ہو — آنکھین کھولے ہو مگر سوتی ہو

چشم وا ای مہِ تابندہ نکر — مجھکو عالم مین تو شرمندہ نکر

کیون جھپکتی ہین یہ پلکین ہربار — تیرے صدقے تیری آنکھون کے نثار

ای دولہن چاہیئے ہے شرم و حجاب — بند آنکھین کرو دل ہے بیتاب

ہوگی یہ بات نہ دُنیا کو پسند — کہتے ہی ہوگئین بس آنکھین بند

بند آنکھون کو جو ہوتے دیکھا — سب نے اِکبار کہا صلِّ علیٰ

گھر مین ماتم کا عجب جوش ہوا — جِسنے دیکھا اوسے بیہوش ہوا

کوئی آنکھون کے تصدق ہوتی — کوئی لے لے کے بلائین روتی

کوئی کہتا تہا اِسے غش آیا
ضعف سے صدمہ یہ دل نے پایا

ماں یہ چلائی کہ یہ زندہ ہے
چہرہ اس ماہ کا تابندہ ہے

منہہ پہ سب قطرے پسینہ کے ہین
سارے آثار یہ جینے کے ہین

نیند ایسی بہی کہین ہوتی ہے
واری تم اُٹہو کہ ماں روتی ہے

مین تصدق گئی آنکہین کہولو
اے مری نیند کے ماتے بولو

خواب ہے یا کہ یہ بیداری ہے
ہاے غفلت ہے کہ ہشیاری ہے

کچہہ تسلی تو ہو غمخوارون کو
اک نظر دیکہلی بیمارون کو

صدقے ہوتی ہون مجہے ہونے دو
تم ہو بیدار مجہے سونے دو

غم نظر آنے لگا شادی مین
اب تو ویرانہ ہے آبادی مین

رہی دیدار کی حسرت مجہکو
کبہی جی بہر کے نہ دیکہا تجہکو

تو سلامت مری جائی ہوتی
تیری آئی ہے مجہے آئی ہوتی

اب کوئی دم مین تو پہنے گی کفن — دیکھلون تجھکو بنا کر مین دلہن

جب سنا ماں سے فسانہ غم کا — گھر مین اک شور ہوا ماتم کا

لوگ رو رو کے لگے غش کہانے — گرد تہے شمع کے سب پروانے

بعد مرنے کے بنایا جو بنی — یہ عروسی کہین دیکھی نہ سنی

مرحومہ کو لباسِ عروسی پہنانا ماں کا اور بین کرنا

لاکے شادی کا وہ شاہانہ لباس — اوسکو پہنایا عروسانہ لباس

ہاتھ اوسوقت جو آیا زیور — ماں نے پہنایا اوسے رو رو کر

جب لباس اوسکا ہوا زیبِ تن — نظر آنے لگی سب کو وہ دلہن

حور نے حلۂ رحمت پہنا — حور نے نور کا خلعت پہنا

رخ سے نور اوسکا ہوا تابندہ — دیکھکر چاند ہوا شرمندہ

رنگ کندن سا دمکتے دیکھا — رخ سے اک نور چمکتے دیکھا

دانت اِک اِک دُرِ خوش آب ہوا — جسنے دیکہا اوسے بیتاب ہوا

رنگ اوس گل کا نہ سونلایا تہا — پہول سا چہرہ نہ مُرجہایا تہا

یون رہا منہہ پہ پسینہ جم کے — قطرہ شبنم کے ہون گل پر جیسے

رنگ لائی تہی وہ ہاتون پہ حنا — سرخ تہے رنگِ حنا سے کفِ پا

واہ کیا نور کی پیشانی تہی — وہی پیش آئی جو پیش آنی تہی

ایسے پُر نور وہ رُخسار سے تہے — مصحفِ پاک کے دو پارے تہے

منہہ پہ افشان چنی غمخوارون نے — چاند کو گہیر لیا تارون نے

زیب و زینت سے بڑہی رُخ کی ضیا — خاک مین نور کا جلوہ دیکہا

ہو گیا نور دُو بالا اوس کا — چہا گیا گہر مین اوجالا اوس کا

سارا گہر نور کا کاشانہ تہا — جو تہا اوس شمع کا پروانہ تہا

حق کی رحمت تہی مری جانی پر — نور تہا چہرہ نورانی پر

ہائے وہ درد سے ماںکا رونا
موت کس عمر مین جانی آئی
رہ گئے سینون مین دل ہل ہل کر
لاشہ سینہ سے لگا کر اوسکا
انہین ہاتون سے بنائی تہی دولہن
مجہسے ہوتے ہین جدا ہو سے دولنے
شادی و غم کو برابر لایا
واری جلنے کا سر انجام کرو
یاد اللہ کے دربار مین ہے
حق سے وان خلعت و انعام ملے

درودیوار سے آتی تہی صدا
ابہی پوری نہ جوانی آئی
خوب سا روئے گلے مل ملکر
ہائے اسوقت یہ مان کا کہنا
پہرانہین ہاتون سے پہناؤن کفن
خوب جی بہر کے مجہے رو سے دولنے
یہی آیا جو فلک کو آیا
بدلو پوشاک کو حمام کرو
تم کو جانا بڑی سرکار مین ہے
عیش و راحت سے ملے آرام ملے

بیانِ غسلِ میت اور ماں کا بین کرنا

توسنے جانا دلِ ناکام نہین | غسلِ میت ہے یہہ حمام نہین
آبِ رحمت سے اوسے نہلایا | آب بہی آبِ بقا سا پایا
مہرِ چشمہ کا کرۂ آبی مین | چاند تہا چادرِ مہتابی مین
دیکہکر رخ کی ضیا پانی مین | چاند بہی لوٹ گیا پانی مین
اوسکو نہلا کے کفن پہنایا | اور کفن کہول کے جب منہہ دیکہا
قطرے پانی کے تہے رخسار و تن پر | رہ گئے چاند پہ تارے جم کر
تہا عرق زلف و رخِ انور پر | روے کیا شام و سحر مل ملکر
تہا کفن سے یہ تجلی کا ظہور | حُلّۂ نور مین ہے گویا حور
منہہ کفن مین جو چہپایا اوسکا | نور پر نور کا جلوہ دیکہا
مہ و خورشید کا ایک جا تہا ظہور | ضَوا دہر اِسکی اودہر اوسکا نور
رنگ خورشید کا سیمابی تہا | دہوپ کا رنگ بہی مہتابی تہا

کون اُسوقت نہین رُوتا تہا　　ابر بہی اشکون سے منہہ دہوتا تہا

مان نے تابوت مین اوسکو دیکہا　　آہ و نالہ سے کیا حشر بپا

کبہی تابوت کی صدقے ہوتی　　کبہی سر لے کے بلائین روتی

بیقراری سے نہ تہا مان کو قرار　　لاشہ پہ ہوتی تہی ہر بار نثار

کیا بیان ہو دلِ بیتاب کا حال　　آگ پر جیسے ہو سیماب کا حال

تہا کبہی بین کبہی نالہ و آہ　　غم کا وہ جوش کہ اللہ کی پناہ

آہ افلاک سے جا ملتی تہی　　اُسکے نالون سے زمین ہلتی تہی

ہو گیا حشر کا سامان برپا　　مان نے اس درد سے یہ بین کیا

کیا ہوا راج دُلارا میرا　　کیا ہوا آنکہہ کا تارا میرا

کیا ہوا دل کا سہارا میرا　　کیا ہوا ہائے وہ پیارا میرا

ہائے میرا چمنستان ہی کہان　　وہ مرا سروِ خرامان ہے کہان

کس چمن مین ہے خرامان وہ گل | دے پتا جلد مجھے اے بلبل

کیا ہوا وہ چمن آرا میرا | کیا ہوا وہ گل رعنا میرا

اے نسیم سحری مجھکو بتا | کیا ہوا یوسف گم گشتہ مرا

کیا ہوا گود کا پالا میرا | کیا ہوا گھر کا اوجالا میرا

کیا ہوا ہائے مرا بدر کمال | کیا ہوا سرو گلستان جمال

کیا ہوا وہ گل خندان میرا | لٹ گیا گیا چمنستان میرا

کس چمن مین گیا بلبل میرا | بنکلے تو اُڑ گیا گیا گل میرا

کیا ہوا ہائے دلارام مرا | رہ گیا یہ دل ناکام مرا ہا

مجھکو یون چھوڑ کے جانا کیسا | اس بجلے دل کا جلانا کیسا

اب نہ خوش آئیگا جینا لوگو | لٹ گیا دل کا خزینا لوگو

دل شکستہ ہون مین جاؤنگی کہان | ایسے گم گشتہ کو پاؤنگی کہان

باغ مین وہ گلِ شاداب نہین
ابر مین چھپ گیا مہتاب کہین

موت آئی ہے تجھے لیجانے کو
ہاے مین رہگئی غم کہانے کو

مین نے دود اپنا پلایا تجھکو
اپنے سینہ پہ لٹایا تجھکو

جانا اِس طرح کا بہایا تجھکو
میرا کچھ دہیان نہ آیا تجھکو

بات کی بات مین منہہ موڑ لیا
مجھکو رونے کیلئے چہوڑ دیا

کیون مجھے ہجر مین تڑپاتی ہو
روٹھکر مجھہ سے چلی جاتی ہو

مین نہ سمجھی تہی کہ یون جاؤ گے
کون آیا ہے جو تم آؤ گے

دیکھلون مین تری صورت کو ذرا
پھر میسر نہین دیدار ترا

خیر کہنے کو تو اک بات رہی
حشر پر تجھہ سے ملاقات رہی

تو کہان اور تری بات کہان
حشر تک تجھہ سے ملاقات کہان

کیا ملاقات نہوگی تجھہ سے
کیا کبھی بات نہوگی تجھہ سے

مجھکو ترساؤ گے تڑپاؤ گے
کچھ دلاسا بہی مجھے دیتے جاؤ
کہان جاتے ہو بتا دو مجھکو
صدقے مین خواب مین آنا پیارے
صدقے آزردہ نہ جاؤ گھر سے
صورت اکبار دکہاتے جاؤ
راہ گم کردہ ہون ٹکراتی ہون
ایکدن اور مری جان رہو
قبر کو جاکے تم آباد کرو
پالنے کی یہ سزا تہی بیٹا
حق مرے دودہ کا دیتے جاؤ

ایسے جاتے ہو نہ پہر آؤ گے
ساتہہ اپنے بہی مجھے لیتے جاؤ
کونسی جا ہے پتا دو مجھکو
صدقے مین ہون نہ جانا پیارے
صدقے افسردہ نہ جاؤ گھر سے
صدقے مین ہولون تو پیارے جاؤ
ڈہونڈہکر تجھکو نہین پاتی ہون
آج کی شب مرے مہمان رہو
خانۂ دل مرا برباد کرو
کیا یہی مان کی خطا تہی بیٹا
مین دعا دیتی ہون لیتے جاؤ

مین تصدق گئی پیارے جاؤ
دُکھ یہان پائے وہان سکھ پاؤ

مجہکو یون چہوڑ کے جاتے نیکے فدا
جاؤ تم سے مینے خدا کو سونپا

اپنے خالق سے ملو شاد رہو
جاؤ جس جا رہو آباد رہو

الوداع ای جگر و جانِ طرب
الوداع ای مرے مہمانِ طرب

الوداع ای گلِ ریحان میرے
الوداع اے مہِ تابان میرے

الوداع اے مرے ارمان دل کے
الوداع اے مرے خواہان دل کے

الوداع اے مرے جانیوالے
الوداع اب سے نہ آنیوالے

تابوت مرحومہ کا مکان سے جانا اور ماں کا بین کرنا

وہ سحر غم زدہ ہیہات آئی
رات آئی تو عجب رات آئی

دن گہٹا چلنے لگی غم کی نسیم
اوڑہ لی شب نے سیہ منہہ پہ گلیم

ابر آیا وہ اندہیری چہائی
لوگ چلائے قیامت آئی

منہہ پہ خورشید کے تہی شب کی نقاب
نہ وہ رنگت نہ وہ خوبی نہ وہ تاب

وہ اندہیری تہی کہ اللہ کی پناہ
ٹہوکرین پلکون سے کہاتی تہی نگاہ

موم کی طرح پگلتی تہی شمع
جہلملاتی ہوئی جلتی تہی شمع

غم سے تہا شمع کو سوزِ جگری
شمع تہی مثلِ چراغِ سحری

شمع کو غم نہین جل جانیکا
عشق درپردہ ہے پروانیکا

دہیان مین شمع تہی اُڑجانیکے
پر لگے شمع کو پروانے کے

رات پر چہائے ہوئے حسرت و یاس
غم کی صورت وہ سیہ اسکا لباس

داغِ حسرت سویدا دل مین
لیلیٔ شب تہی سیہ محمل مین

اُسکے ماتم نے عجب جوش کیا
رات نے دنکو سیہ پوش کیا

صورتین دیکہکے غمخوارون کی
پہینکدی شب نے قبا تارون کی

جب وہ تابوت ہوا گہر سے روان
شامیانہ ہوا رحمت کا عیان

کوئی ماتم کوئی کرتا نالہ
ماہ کے گرد تھا غم کا ہالہ

مشعلین ہوگئین ایسی روشن
مہر کے گرد ہو جس طرح کرن

گرد اُس ماہ کے ہالا دیکھا
رات مین دن کا اوجالا دیکھا

کفِ افسوس لگے سب ملنے
ساتھ مشعل کے لگے دل جلنے

غم مین سب اپنے تھے بیگانے تھے
ساتھ اوس شمع کے پروانے تھے

نیک آغاز ہوا نیک انجام
شب کے پردہ مین گیا ماہِ تمام

ماں کے سر پر یہ قیامت آئی
خاک پر لوٹ کے یون چلّائی

جاتی ہے اب مری پیاری دیکھو
آؤ لوگو یہ سواری دیکھو

یہ عروسی اِسے کیا بھائی ہے
آج گھر اپنے دولھن جاتی ہے

آہ کیسی ہے یہ زاری کیسی
یہ عروسی یہ سواری کیسی

چاند کا عزم سوئے مدفن ہے
رات بھی دن کی طرح روشن ہے

مین ہون سو جان سے پیاری کے نثار
اِس تجمل کی سواری کے نثار

ساتھہ نالون کے چلی غم کی برات
حشر کا دن ہے قیامت کی رات

صبر و آرام مرا لے کے چلی
داغ حسرت کا مجھے دیکے چلی

چاند سی شکل دکہا دے مجہکو
پھر کہان دیکھونگی پیاری تجھکو

ہائے مین رہگئی رونے کیلئے
تم چلے قبر مین سونے کیلئے

جلد کیا راہِ عدم جان گئے
میرے عاشق مرے مہمان گئے

میرے پیارے مرے جائے لو
مان کہان ڈہونڈہنے جائے لو

اب کہان جاؤگے جانیوالے
سونے جنگل کے بسانیوالے

رہِ فردوس کے جانیوالے
پھر کے دنیا مین نہ آنیوالے

ای مسافر ترا کن جا ہے مقام
ای مسافر ترا کن جا ہے قیام

ہائے وہ گورِ غریبان تو نہین
ہائے وہ شہرِ خموشان تو نہین

تم جہاں جاؤ گے مین جان گئی
ماں تصدق گئی قربان گئی

داغِ فرقت نہ دئے جانا تہا
ساتہہ مجھکو بہی لئے جانا تہا

تم اکیلے ہی سدہارے بیٹا
خوش نہ آیا تمہیں کیا ساتہہ مرا

کیا کہوں موت سے مجبوری ہے
کیا کروں تجہ سے مری دوری ہے

ایسے جینے سے تو مرنا بہتر
ایسے رہنے سے گزرنا بہتر

دل رہے دل مین نہ ارمان رہے
رہے قالب ہی تو بیجان رہے

تہی دعا یہ مرا سروِ آزاد
باروَر ہو صفتِ نخلِ مراد

ہائے پہولا نہ پہلا ایسا جلا
نہ ثمر کا نہ شجر کا ہے پتا

ساتہہ ہی لیگئی جانی افسوس
کوئی چہوڑی نہ نشانی افسوس

مثل لالہ کے ہے دلپر مرے داغ
لٹ گیا کیا مری امید کا باغ

ای صبا گل وہ مہکتا ہے کہاں
میرا بلبل وہ چہکتا ہے کہاں

نکہتِ بادِ بہاری ہے کہان
میرے گلرو کی سواری ہے کہان

ای صبا جلد بتا دے مجھکو
دفن کس جا ہے بتا دے مجھکو

کیا مرے گل کا وہان ہے مدفن
بلبلین کرتی ہین جس جا شیون

غل پپیہون کا ہے مورونکا ہی شور
کیا مرے چاند پہ گرتے ہین چکور

تو بتا دے مجھے صیادِ قضا
طایرِ دل مرا کیون صید کیا

قبر کس جا ہے چمن ہے کس جا
میرے بلبل کو کہان سونپ دیا

مہِ خوبی مرا پنہان ہے کہان
میرا خورشید درخشان ہے کہان

جان بیچین ہے دل ہے بیتاب
کونسے ابر مین ہے وہ مہتاب

گم ہوا وہ درِ نایاب کہان
جلوہ افروز ہے مہتاب کہان

میرا مہتاب ہے کس جا روشن
کونسا برج ہے اوسکا مسکن

یان کبھی نوحہ کبھی زاری تھی
اور وہان دفن کی تیاری تھی

پالا اٹھارہ برس تھا اوسکو
رکھدیا قبر مین تنہا اوسکو

رنج دیتے ہین مقرر افلاک
ہی یقین کھینچتی ہے خاک کو خاک

دل یہ تڑپا کہ لب گور ہوا
حشر برپا ہوا اک شور ہوا

روئی اسطرح سے مان چلّا کر
خاک پر لوٹ گئی غش کھا کر

وہ تڑپ جانا کبھی دل کی طرح
خاک پر لوٹنا بسمل کی طرح

لب پہ تھا شور کبھی نالے تہے
پڑ گئے آہون سے پنجالے تھے

کیا جدا مجھ سے وہ دلبند ہوا
دل مرا خاک کا پیوند ہوا

اب کہان پاون گی مین اوسکا پتا
گر گیا چاہ مین یوسف میرا

ہاتھ سے اپنے تجھے کھو بیٹھی
اپنی تقدیر کو مین رو بیٹھی

قبر کی رات بہت ہے بھاری
تیرا حافظ ہے جناب باری

ہای کس ناز سے پالا مین نے
گور کی گود مین ڈالا مین نے

نو مہینے کی نئی ہے یہ دلہن ۔۔۔ گور تو اپنا اُٹہا لے دامن
دل مین رہتی تہی یہ ارمان کیطرح ۔۔۔ تو بہی رکہنا اسے مہمان کی طرح
ہو نہ برباد بضاعت میری ۔۔۔ رہے محفوظ امانت میری
جلوہ افروز جہان ہے یہ دلہن ۔۔۔ قبر مہتاب سے ہوگی روشن
اسکو غربت مین قضا لائی ہے ۔۔۔ قبر ہے عالمِ تنہائی ہے
مجلسِ اہلِ عزا بہی روئی ۔۔۔ مان کے رونے پہ قضا بہی روئی
وہین نازل ہوئی رحمت حق کی ۔۔۔ نور سے قبر منور دیکہی
قبر مین نورِ خدا کا تہا ظہور ۔۔۔ قبر تہی رحمتِ حق سے معمور
قبر کو نور سے روشن دیکہا ۔۔۔ قبر کو چاند کا مسکن دیکہا
قبر سے نور درخشان دیکہا ۔۔۔ قبر مین وہ مہِ تابان دیکہا
قبر مین منہہ جو کفن سے نکلا ۔۔۔ چاند تہا وہ کہ گہن سے نکلا

نور تہا چہرہ پہ اوسکے ایسا / اوسکو حیرت ہوئی جسنے دیکہا
منہہ کفن سے جو نظر آتا تہا / نور آنکہون مین چمک جاتا تہا
تہی چمک نور کی رخسارون پر / چاند سے تہے قبر کی دیوارون پر
حسن سے مہر ضیا پاتا تہا / چاند بہی دیکہہ کے شرماتا تہا
اوسکو حیرت تہی عجب سکتا تہا / چاند مہتاب کا منہہ تکتا تہا
نور اوس مہ کا دوبالا دیکہا / چاند پر چاند کا ہالا دیکہا
ابر مہتاب سے جب دور ہوا / چاندنی کہل کے عیان نور ہوا
روز روشن ہوئی دیجور کی رات / دن سے نے پائی تہی عجب نور کی رات

خود بخود منہہ قبلہ کیطرف پہر جانا

خود بخود منہہ سوئے قبلہ جو پہرا / جسنے دیکہا یہ کہا صلِّ علےٰ
جسکا دل سوئے خدا رہتا ہی / اوسکا منہہ قبلہ نما رہتا ہے
بخدا نقلِ مکان کرتے ہین / کون کہتا ہے کہ وہ مرتے ہین

نیک سے تہے کام ہوا نام بہی نیک | نیک آغاز کا انجام بہی نیک
سونپ کر قبر کا منہ بند کیا | چاند کو خاک کا پیوند کیا
قبر پر اہلِ عزا نے آکر | فاتحہ پڑہ کے چڑہائی چادر
یون تجلّی تہی عیان زیرِ پرند | جسطرح شمع ہو فانوس مین بند
چاند اوس شب کا کہان بالا تہا | چاند پر ابر کا اک ہالا تہا
سب نکلے اِس ماہ کے غم کا ہالا | چاند بہرنے لگا بالا بالا
چہپ گیا ابر مین وہ بدرِ کمال | ماہ گہٹ گہٹ کے ہوا غم سے ہلال
اوس سی پڑ گئی سیّارون پر | مردنی چہائی رہی تارون پر
نور دیکہا نہ اوجالا دیکہا | خاک پر خاک کا ہالا دیکہا
رو لئے اس درد سے رونیوالے | چونک اُٹہے قبر کے سونیوالے
مان یہہ چلّائی دوہائی لوگو | لٹ گئی میری کمائی لوگو

چرخ کے جور و جفا نے لوٹا ہے دوہائی کہ قضا نے لوٹا

خاک مین گوہرِ نایاب چھپا پردۂ ابر مین مہتاب چھپا

مِل گئی چاند سی مورت کیسی مل گئی خاک مین صورت کیسی

شام کیسی یہ سویرا کیسا چھپ گیا چاند اندھیرا کیسا

دم نہ گھٹ جائے نکالو لوگو چاند پر خاک نہ ڈالو لوگو

چاند کو خاک مین کس نے سونپا کیون فلک تو نے بھی دیکھا ایسا

یاد رکھنا اسے اے چرخ کہن اس کا میلا نہوا اک تارِ کفن

ورنہ کل حشر کے دن پیش خدا ہاتھ میرا ترا دامن ہوگا

دل نہ میلا کرو مان تم پہ نثار طبع نازک پہ نہ آجائے غبار

یہ ستم کب فلکِ پیر کا ہے یہ لکھا کاتبِ تقدیر کا ہے

تو جدائی سے مری ہو نہ اداس دفن مین ہونگی تری قبر کے پاس

بیٹھون گی چھوڑ کے سب زیور و زر — قبر پر تیری مجاور بنکر

خاک پر خاک کا ہوگا بستر — قبر ہوگی تری اور میرا سر

بھاتی بلبل کو ہے گل کی بو باس — کیون نہ پروانہ رہے شمع کے پاس

مین تصدق گئی اک کام کرو — رات کے جاگے ہو آرام کرو

حق تعالیٰ نے تجھے بخشدیا — قبر مین آئیگی جنت کی ہوا

باغِ فردوس ہے راحت کیلئے — حور و غلمان تری خدمت کیلئے

ہے خطاپوش وہ ستّار ترا — ہے عطاپاش وہ غفّار ترا

تجھکو خالق سے ملے نیک انعام — رحمت اللہ کی نازل ہو مدام

تھا وہ آغاز یہ انجام کی جا — قبر ہے راحت و آرام کی جا

رہین دنیا مین نکونام سے تم — سو رہو قبر مین آرام سے تم

مثل مہتاب کے تابندہ رہے — حشر تک نام ترا زندہ رہے

شکر صد شکر ہوا فضلِ خدا | خاک کے ذرے کو خورشید کیا
نام خالق کرے روشن جسکا | خاک ڈالے سے کہین چاند چھپا ہے

خواب مین دیکہنا مادر و پدر کا مرحومہ کو ایک ہی شب مین اور باہمی سوال و جواب

قدرتِ حق کا عجب حال سنو | اہلِ دل خواب کا احوال سنو
اوسکی رحمت کا بیان ہے اسمین | ماتمِ مرگِ جوان ہے اسمین
سامعین عفو کرین میری خطا | جو سنا مینے جو دیکہا لکہا
مجھسے اتنا ہوا اے قدرشناس | نور کا نور کو پہنایا لباس
یہ خطاوار سر افگندہ ہے | پاک عصیان سے کہان بندہ ہے
دوستو یہ مری غمخواری ہے | ڈہانکنا عیب کا ستاری ہے
کسلئے فکر ہے کیون دل ہے اواس | خواب کو سمجھینگے تعبیر شناس

راز دل اپنا عیان کرتا ہون خواب کا حال بیان کرتا ہون

ہے عجب خواب یہ حیرت افزا خواب ایسا کہین دیکھا نہ سنا

اسکی مادر نے جو دیکھا رویا خواب اسی شب وہی مینے دیکھا

صبح سے دل مرا بیتاب ہوا شب ہوئی سو رہا اک خواب ہوا

نیند سے آنکھ جو جھپکی تو ذرا نور آنکھون مین چمکتے دیکھا

کیا کہون آنکھون نے کیا کیا دیکھا اوسکی قدرت کا تماشا دیکھا

جلوۂ عالم امکان دیکھا حور بھی دیکھی غلمان دیکھا

مہ و خورشید و فلک سیارے خلد و فردوس ملائک سارے

کرسی و لوح و قلم عرش علے جنت و کوثر و طوبے دیکھا

جلوۂ نور تجلے دیکھا فرش سے عرش معلے دیکھا

سب مین اک نور خدا کا دیکھا دیکھنا تھا جسے دیکھا دیکھا

اک مکان خواب مین مین نے دیکہا — قصرِ جنت کہون مین اس کو تو بجا

رنگ زنگاری و اخضر اوسکا — یا مکان صاف زمرد کا تہا

عرش تک فرش سے تہا نور وہان — ہر شجر تہا شجرِ طور وہان

تہا عجب اوس مین تجلی کا ظہور — کہ نظر آنے لگا نور ہی نور

جلوہ افزا تہا جہان وہ مہتاب — وہ چمک نور کی وہ آب و تاب

اوس مکان مین اوسے مین نے دیکہا — تہی وہ اک نور کی پتلی گویا

کچہہ عجب نور کی صورت دیکہی — مین نے اللہ کی قدرت دیکہی

دیکہتا رہگیا پیشانی کو — اور اوس چہرۂ نورانی کو

حلۂ سبز تہا اور سبز نقاب — دیکہنے کی نہ رہی مجہکو تاب

بر مین تہی نور کی اک سبز قبا — سبز پردے مین تہا وہ چاند چہپا

تاج تہا نور کا سر پر واللہ — ماہ کے سر پہ تہی خورشید کلاہ

چاند اوس نور سے شرماتا تہا
آفتاب ابر مین چھپ جاتا تہا

زینتِ نور تہا اوس کا چہرہ
غیرتِ حور تھا اوسکا چہرہ

مین نے یہ پوچہا کہ اے جانِ من
کون سی جا ہے ترا اب مسکن

طایرِ روح کا کس جا ہے قیام
باغِ جنت ہے کہ طوبیٰ ہے مقام

آشیان کنگرۂ عرش پہ ہے
یا نشیمن ترا اس فرش پہ ہے

خلد کا ہے کہ ارم کا گلشن
کونسا ہے ترے رہنے کا چمن

کس چمن کی تو ہوا کہاتی ہے
بوئے گل کونسی خوش آتی ہے

یا کسی حور کی تحویل مین ہے
یا کسی نور کی قندیل مین ہے

تو بتا دے مجھے اے مہ پارا
کیا ترا عرش پہ ہے گہوارا

یا ملک ہے کہ کوئی حور ہے تو
یا ہے غلمان کہ جو پرنور ہے تو

ہے تجلی سے تری گہر معمور
جلوۂ نور ہے یا شعلۂ طور

تیرا کوثر پہ گذر ہے کہ نہین
اور فردوس مین گھر ہے کہ نہین

تو مرا تنکِ قمر ہے کہ نہین
تو مرا لختِ جگر ہے کہ نہین

کون ہو تمین یہ خبر ہے کہ نہین
تجھکو یادِ اے گلِ تر ہے کہ نہین

تو بتا دے مجھے ازبہرِ خدا
تجھکو کس بات پہ حق نے بخشا

کونسی تو نے سخاوت کی تہی
کونسی تو نے عبادت کی تہی

فضل سے حق نے کیا تجکو سعید
ہو گیا خاک کا ذرہ خورشید

مان کا بیتابئِ دل بیان کرنا اور جوابدینا مرحومہ کا

مجھ سے کچھ بات نہو نے پائی
اوسکی مان رونے لگی چلائی

نرہا صبر کا یارا اوسکو
نام لے لے کے پکارا اوسکو

تجھ پہ آتی ہے محبت پیاری
تو بتا نام مین صدقے واری

وہی صورت وہی سیرت وہی خو
وہی گل ہے وہی رنگت وہی بو

مین تصدق ترے میری جانی ۔ بعد مرنے کے بھی راحت پائی

عمر جاوید خدا نے بخشی ہا ہا ۔ ملگئی تجھکو حیات ابدی

نام اچھا مرے دلبند کیا ۔ اپنے خالق کو رضامند کیا

کون لایا مری جانی تجھکو ۔ سیر کیا خلد کی بھائی تجھکو

چھوڑ کر ماں کو کہاں سکھ پائے ۔ تم کئی دن سے گئے آج آئے

مین تصدق ترے اس آنے کے ۔ بخت اب کھل گئے ویرانے کے

اب سے تجھے نام خدا ہوش آیا ۔ موت کا خوب بہانہ پایا

میرا گھر تم کو نہ بھایا بیٹا ۔ تمنے جنگل کو بسایا بیٹا

گھر سے بھایا تمہین پیارے جنگل ۔ خوب جنگل مین منایا منگل

خیر آؤ کہ نہ آؤ بیٹا ہا ہا ۔ دل کو دکھیا کے دکھاؤ بیٹا

ہائے وہ حسرت و ارمان تیرے ۔ خاک مین ملگئے سب یان تیرے

میری حسرت مری ارمان بھری — پھرتی ہے آنکھون مین تصویر تری
صورت آنکھونمین ہے جانی تیری — یاد آتی ہے جوانی تیری
غیرتِ حور مری رشکِ پری — وہ ترا حسن تری جلوہ گری
چال تیری نہ چلن پاتی ہون — ہر قدم ٹھوکرین مین کہاتی ہون
پہر کہا دیکہہ تو دل کو میرے — مین تصدق ترے صدقے تیرے
تو جہان سے لئے ارمان گئے — تیرے صدقے گئی قربان گئی
صبر و آرام مرا لے کے گئی — درد و غم رنج و الم دے کے گئی
داغِ حسرت مرے دل سے پوچھو — غم کی لذت مرے دل سے پوچھو
اب نہ کہاتی ہون نہ مین پیتی ہون — نام لے لے کے ترا جیتی ہون
خونِ دل پیتی ہون غم کہاتی ہون — لے ترے سر کی قسم کہاتی ہون
بس یہ کہانا ہے یہ پینا میرا — اب تو مر مر کے ہے جینا میرا

شام ہوتی ہے سحر ہوتی ہے
نہین معلوم کدھر ہوتی ہے

آتشِ غم سے بُہنا کرتی ہون
رات دن سر کو دُھنا کرتی ہون

دن سرکتا نہ گھڑی گھٹتی ہے
رات کاٹے سے نہین کٹتی ہے

دن جو آیا تو قیامت آئی
رات آئی تو مصیبت آئی

تو نہ آتی ہے نہ موت آتی ہے
عمر حسرت مین گھٹی جاتی ہے

موت آجائے تو غم سے چھٹ جاؤن
تو جو مل جائے ستم سے چھٹ جاؤن

جان کمبخت یہ جاتی ہی نہین
موت کیا مر گئی آتی ہی نہین

تیری الفت کا ہے آزار مجھے
کر دیا جان سے بیزار مجھے

نہ کبھی تو نے ہنسایا مجھکو
جو ترے غم نے رولایا مجھکو

زندگی تک نہ الم جائیگا
ساتھ دم کے ترا غم جائیگا

حسرت و رنج و غم و درد و الم
سب ترا کرتے ہین باہم ماتم

چہوڑ کر کس کے سہارے بیٹا
سوئے فردوس سدہارے بیٹا

ڈہونڈہتی پہرتی ہون ٹکراتی ہون
نور آنکہون مین نہین پاتی ہون

لوٹتی ہون مین کبہی خارون پر
لوٹتی ہون کبہی انگارون پر

دل مین کچہہ مہر و وفا ہے کہ نہین
یاد اے ماہ لقا ہے کہ نہین

میرے گہر آئے تہے دکہہ دینیکو
صبر و آرام مرا لینے کو

خاک مین مادرِ دلگیر ملی
اور تمہین خلد کی جاگیر ملی

تم رہو خلد کے گلزارون مین
مین بیابان کے رہون خارون مین

باغِ جنت جو ملا بہول گئے
تم مجہے اے گلِ تر بہول گئے

یہ بہی کچہہ طرزِ وفاداری ہے
بات کرنی مین بہی دشواری ہے

مجہہ سے آزردہ ہے جانی میری
گئی برباد کمائی میری

جان جاتی ہے نہ غم جاتا ہے
کیا کرون صبر نہین آتا ہے

دل پہ اب جبر کرونگی بیٹا / خیر اب صبر کرونگی بیٹا

سوگ میرا نہین بھاتا تمکو / رحم مجھ پر نہین آتا تمکو

زخمِ دل غم سے مرا آلا ہے / تجھکو اٹھارہ برس پالا ہے

دل کو بس غم ہے تو تیرا غم ہے / تو ہی مہتاب نسا بیگم ہے

جواب دینا مرحومہ کا مان کو

جب سنی مان سے یہ آسی گفتار / بولی وہ اے مری مادر غمخوار

حق کی رحمت ہو ہمیشہ تجھپر / فضل خالق کا رہے آٹھ پہر

جان تو کس کے لئے کھوتی ہے / کس کا غم کرتی ہے کیون روتی ہے

خواب سا ہے مجھے دنیا کا خیال / نہ پدر کا ہے نہ مادر کا ملال

کہان اٹھارہ برس نیک عمل / مجھکو گذرے وہان اٹھارہ پل

نام سے اب مجھے کچھ کام نہین / اس جہان مین مرا کچھ نام نہین

وعدۂ حق سے بہانا کیسا | پہر جہان مین مرا آنا کیسا
ہوگئے بند ملاقات کے باب | درمیان آگئے ہین لاکہہ حجاب
کسطرف دہیان ہے مادر تیرا | اور عالم ہے یہ عالم میرا
قید ہستی سے چہٹی خوب ہوا | جلد دنیا سے اُٹہی خوب ہوا
تونے اس رمز کو پہچانا کیا | جینا کیا چیز ہے مرجانا کیا
بات منہ سے جو نکلجائے ابہی | رنگ دنیا کا بدلجائے ابہی
اور کچہہ رنگ زمانہ ہوجائے | موت کا سب کو بہانہ ہوجائے
بے سبب کیون مرا غم کرتے ہین | آن یہ روبینے یہ جو مرتے ہین
کسلئے روتی ہے مادر مجہہ پر | توبہ کر اپنے لئے توبہ کر
جسنے کی توبہ وہ بخشا ہی گیا | دیکہلے وہ در توبہ ہے کہلا
یون تو الفت ہے مقرر مان کی | ہے محبت اُسے نشتر مان کی

ہو مبارک مری مادر تجھکو	میرے اللہ نے بخشا مجھکو

پھر باپ کے طرف متوجہ ہو کر بیان کرنا حالتِ قبر و مغفرت و حقیقتِ دوزخ و جنت

کھلکے یہ میرے طرف منہ جو کیا	کیا کہوں حال مین اپنے دلکا
دیکھکر نور کے شعلہ کی دمک	کوند کر رہگئی بجلی سی چمک
برق تھا حسن کا جلوہ کیا تھا	وہ تجلّی تھی کہ غش آتا تھا
باادب سر کو جھکا کر یہ کہا	عرض ہے آپ سے میری بابا
تم مجھے مردہ نہ جانو اصلا	مجھکو اللہ نے زندہ رکھا
ہو رہا ہے یہ مجھے حکمِ خدا	جلد جا جلد ابھی کعبہ کو جا
سب ہے سامان مری راحت کیلئے	آپ سے آئی ہوں رخصت کیلئے
مجھسے کہنے لگی وہ ماہ لقا	کیا عجب دیکھتے ہو حال مرا

حق سے کیا کیا نہین یان پاتے ہین
ولے کئے بگڑے یہان بنجاتے ہین

رحم مجہپر کیا غفاری کی
مرے ستار نے ستاری کی

ہو گئے سب مرے عصیان زایل
کر دیے حق نے گنہ مرے بہلے

مغفرت میری خدا داد ہوئی
نار دوزخ سے مین آزاد ہوئی

موت کا روز ہے وہ روز نجات
قبر کی رات ہے معراج کی رات

جب سے مجہے قبر مین تم نے رکہا
سب چلے چہوڑکے مجہکو تنہا

حال سے آسکے خدا ہے آگاہ
گور کی رات وہ خالق کی پناہ

کہینچکر مجہکو قضا لائی تہی
مین تہی اور قبر تہی تنہائی تہی

کوئی حسرت کے سوا آس پاس
خوف وہ یاس وہ دہشت وہ ہراس

ذائقہ موت کا ہر دم لب پر
اور نکیرین کی پرسش کا خطر

وہ بہی اس قبر کا دکہہ پاتے کہین
یا خدا موت کو موت آئے کہین

لاکے یان چھوڑ دیا ہاتھ مرا
موت نے بہی نہ دیا ساتھ مرا

کوئی مونس نہ تہا غمخوار تہا
جز خدا کوئی مددگار نہ تھا

دور مان باپ سے ہیہات رہی
ساتھ اللہ کی اک ذات رہی

دو فرشتون نے یہ آکر پوچھا
ہے خدا کون بنی کون ترا

کس پہ نازل ہوا قرآن کیا ہے
دین کیا ہے ترا ایمان کیا ہے

کہولکر دوزخ و جنت کے در
مجھ سے جھنجلا کے کہا دیکھ ادہر

نور دیکھا کبھی ظلمت دیکھی
قہر دیکھا کبھی رحمت دیکھی

بوئے جنت مجھے خوش آتی تہی
نارِ دوزخ سے مین گھبراتی تہی

آہ تہی لب پہ کبھی نالہ تہا
دل مرا شعلۂ جوالہ تھا

خوف سے دل جو ہم آغوش ہوا
حق کی رحمت کو وہان جوش ہوا

راہِ دوزخ سے مجھے پہیر لیا
اسکی رحمت نے مجھے گھیر لیا

آئی آواز نہ غم کہا میں ہوں
ای مرے بندے نہ گھبرا میں ہوں

یک بیک دل ہوا روشن میرا
کلمہ پڑہ کے کیا شکر خدا

کلمہ ہو گیا منہہ سے جاری
ہو گئی قبر منوّر ساری

نور سے قبر کو روشن پایا
غل ہوا شافعِ محشر آیا

بھر گیا نور سے سارا مدفن
بنگیا دشت وہ دشتِ ایمن

قبر وہ حجلہ عروسانہ بنی
قبر وہ نور کا کاشانہ بنی

ہو گیا قبر کا دامن گلشن
ہو گئی قبر وہ جنت کا چمن

بحرِ رحمت نے جو کی طغیانی
نور سے قبر ہوئی نورانی

دیکھے جنت سب مجھے خرسند کیا
درِ دوزخ کو وہیں بند کیا

آبِ کوثر سے مجھے نہلایا
خلعتِ نور سب مجھے پہنایا

تاج وہ نور کا پایا سر پر
ہو گیا سایۂ طوبیٰ سر پر

جلوۂ طور نظر آتا تھا — نور پر نور نظر آتا تھا

کبھی جنت کے اشارے تھے ادھر — جلوہ فردوس دکھاتا تھا ادھر

کیا مہکتا تھا وہان باغِ نعیم — جھوم کر آتی تھی جنت سے نسیم

وہ نسیمِ سحری کا آنا — نگہتِ خلدِ برین کا لانا

بوئے خوش لیکے کبھی آتی تھی — عطر مین ڈوبی ہوئی آتی تھی

باغِ فردوس مین جانا اُسکا — وہ مہکتے ہوئے آنا اوسکا

کبھی جنت کا پتا دیتی تھی — بوئے گل لاکے سنگھا دیتی تھی

حورین غرفون سے بلاتی تھین مجھے — میوے جنت کے دکھاتی تھین مجھے

خلدِ فردوس مین گھر تیرے ہین — یہ ریاضت کے ثمر تیرے ہین

واہ رے واہ ترا بختِ رسا — ڈوبکر تیرا ستارہ چمکا

سنکر ہوگیا انجام بخیر — ہو مبارک تجھے فردوس کی سیر

عیش بھی ملگیا راحت بھی ملی
خلد بھی ملگیا جنت بھی ملی

ہو گئے سب حور و ملک میرے ساتھ
لیکے جنت مین گئے ہاتون ہاتھ

اللہ اللہ کرمِ یزدانی
نور کی شام سحر نورانی

نور کا جوش وہ رحمت کا وفور
وہ خوشی دل پہ وہ راحت وہ سرور

شام راحت کی سحر فرحت کی
اللہ اللہ وہ فضا جنت کی

وہ فضا اور وہ بہارِ گلشن
وہ مہکتا ہوا خوشبو سے چمن

نہرِ فردوس کا وہ لہرانا
ٹھنڈی ٹھنڈی وہ ہوا کا آنا

وہ درختون کا ہوا سے ہلنا
دونون وقتون کا وہ باہم ملنا

وہ شجر نور کے وہ سبز لباس
بھینی بھینی وہ گلون کی بوباس

صحنِ گلشن مین گلون کے انبار
ہے ہر اک گل مین عجب رنگ بہار

کہین لالہ کہین نسرین و سمن
وہ کہین غنچون کی گل کا جوبن

پہول ہے سرخ تو پتی ہے ہری
اللہ اللہ رے صنعت تیری

بات غنچون نے عجب پائی ہے
دہنِ تنگ مین گویائی ہے

جب ہوا غنچون کو چہو جاتی ہے
بارک اللہ کی صدا آتی ہے

آتشین گل ہین چراغِ گلشن
جائے فانوس گلون کے دامن

قطرے شبنم کے ہین گلکاری مین
چاند ہین پردۂ زنگاری مین

گل نے بو باس عجب پائی ہے
روحِ گل کہنچ کے یہان آئی ہے

وہ مہکتی ہے کبہی گل ہو کر
روحِ گل پہرتی ہے بلبل ہو کر

آشیان نور کے اشجار مین
پہول لالہ کے وہ منقار مین

وہ سحر اور وہ مہکنا گل کا
جہومنا وجد مین ہر بلبل کا

دل مین بلبل کے وہ آزار نہین
گل کے پہلو مین کہین خار نہین

پہول پہولے نہ سماتے تہے وہان
لالے پر داغ کا دیکہا نہ نشان

گل ہنسے غنچون نے منہہ کہولدے — خوش ہوئے مرغِ چمن بولدے

وہ چہکتے ہوئے مرغانِ سحر — اُڑتے ہین خلد کے اندر باہر

گل سے کہٹکا نہ خلش خار و نسے — پہول چُن لیتے ہین منقار و نسے

کہین بلبل کی خوش آوازی ہے — کہین طاؤس کی طنازی ہے

سارے گلشن کو لٹا دیتے ہین — باغ کو سر پہ اُٹہا لیتے ہین

اونکے نغمون مین ثنائے معبود — صوتِ سرمد کہین لحنِ داؤد

وان کے سب طایرِ طناز جدا — نغمۂ سوز جدا ساز جدا

پاؤن یاقوت کے پکہراج کا سر — لعل کی چونچ زمرد کے پر

اور پہر اُسپہ خطوطِ زرین — پر چمکتے ہین مثالِ پروین

واہ کیا صنعتین رحمٰن کی ہین — سینہ پر آیتین قرآن کی ہین

اُسکے دیدار کے سب جویا ہین — بات کرتے نہین پر گویا ہین

گر بہشتی کرے طایر پہ نظر
سامنے آتا ہے بریان ہوکر

کبھی دنیا مین نہ کھایا نہ سنا
ذایقہ اوسکا نیا لطف نیا

وہین ہوتا ہے نظر سے معدوم
کہکے اُڑ جاتا ہے حی القیوم

جلوۂ نور جناب معبود
عرش اعلے وہ مقام محمود

ہے تجلی پہ تجلی کا ظہور
نور پر نور ہے بس نور پہ نور

تھے ملائک کہین غلمان کہین حور
آلیے ہاتون مین لئے جام طہور

ڈالیان پہولی پہلی سے ملنے لگین
حورین جہک جہک کے گلے ملنے لگین

انکہین جن میوؤن پہ للچاتی ہین
ڈالیان جہوم کے آجاتی ہین

توڑلین ایک تو وہ چند بڑہے
وان کا میوہ کبھی سوکھے نہ سڑے

رنگ مین لعل سے خوش رنگ مکان
نہرین وہ نور کی وہ آب روان

کہین کوثر ہے کہین نہر لبن
نور کی شمع ہر اک جا روشن

خوب سرسبز ہین جنت کے چمن
تر و تازہ ہین گلون سے گلشن

حورین لے لے کے سبو آتی ہین
روحین سب بہرِ وضو آتی ہین

شکر خالق کا ادا کرتی ہین
روحین سب ذکرِ خدا کرتی ہین

کرتی ہین حمد و ثنائے غفار
کہین تسبیح کہین استغفار

ہے رکوع اور قعود اور سجود
ہے کہین ذکر کہین وردِ درود

کہین اسرار کہین راز و نیاز
حق سے واصل کوئی حق کا دمساز

حسن پر اپنے وہ حورونکو ناز
کہین غلمان کے وہ ناز و انداز

سب کو حاصل ہے خدا کا دیدار
پل مین ہوتی ہے تجلّی سو بار

کوئی موتی کا کوئی مرجان کا
ہر مکان نور کے سانچے مین ڈہلا

شامیانہ کہین مہتابی ہے
ہے کہین سرخ کہین آبی ہے

فرش ہے مخملِ کاشانی کا
ہے گمان تختِ سلیمانی کا

چاندنی قاقم و سنجاب کی ہے
روشنی فرش پہ مہتاب کی ہے

کہین مہتاب کسی جا پہ نجوم
شمع کی جا ہے ستارونکا ہجوم

کہین بلور کے قندیلون کی
روشنی نور کے قندیلون کی

اور زینت ہوئی کاشانونکی
روحین سب جمع ہین پروانونکی

مثلِ خورشید جہان روشن ہے
نور سے سارا مکان روشن ہے

سنگ ریزے نہین مہ پارے ہین
خاک کے ذرّے نہین تارے ہین

مشک کی ہے کہین کافور کی خاک
نور کے سارے زمین و افلاک

حال جنت کا عیان ہو کس سے
اوسکی رحمت کا بیان ہو کس سے

تیری رحمت تری قدرت کے نثار
میرے صانع تری صنعت کے نثار

مین کبھی حکمِ خدا پاتی ہون
خلد سے سیر کو آجاتی ہون

سیر کو باغِ ارم کا گلشن
گھر ہے فردوس تو جنت مسکن

خلد کی روز ہوا کھاتی ہون — نعمتین روز نئی پاتی ہون

حق سے کیا کیا نہ جزا ملتی ہے — آب ملتا ہے غذا ملتی ہے

ہر سحر لاتی ہین حورین مرے پاس — حُلّے فردوس کے جنت کے لباس

صبحدم حکمِ خدا پاتی ہین — حورین رحمت کے طبق لاتی ہین

بندہ مایوس نہو دل مین کبھی — بخشدے چاہے جسے پل مین الٰہی

کر تو اللہ کی رحمت پہ نگاہ — لاوبالی ہے خدا کی درگاہ

تو نے جانا یہ فسانہ کیا ہے — اسکی رحمت کا ٹھکانہ کیا ہے

کیا بیان مجھ سے ہون اسرارِ خدا — ہے میسر مجھے دیدارِ خدا

کس فصاحت سے حقیقت یہ کہی — وہ بلاغت وہ زبانِ عربی

حال اُسنے جو گلے مل کے کہا — پڑگئی نور کی آنکھون پہ ردا

خواب سے مینے جو دیکھا اُٹھکر — سارا خوشبو سے معطر تھا گھر

گھر مرا نور سے معمور ہوا
نور سے رشکِ دہِ طور ہوا

ہاتھ ملتا رہا اوسکو کھو کر
گم ہوا نور کا جلوہ ہو کر

دیکھا اوس روح سے کیا کیا ظہور
روز افزون ہوا خورشید کا نور

دیکھا قرآن کی تلاوت کرتے
کبھی کعبہ کی زیارت کرتے

بار ہا رحمت باری دیکھی
اوسکی لوگون نے سواری دیکھی

دفن جس جا وہ مری جانی ہے
خاک اُس دشت کی نورانی ہے

وان کے ذرون سے ستارہ ہوے مانند
حسن سے لگ گئے جنگل کو چاند

بنگیا خارِ بیابان گلشن
بنگیا دشت وہ جنت کا چمن

اِس زمین پر ہے خدا کی رحمت
اِس چمن مین ہے بہارِ جنت

اِس زمین مین ہے نہان رازِ نیاز
دفن اِس جا پہ ہین حق کے دمساز

جسنے دیکھا نہو دیکھے آکے
یان سے جاتے ہین مرادین پاکے

برگ لاتا ہے تو برپاتا ہے
پہول لاتا ہے ثمر پاتا ہے

لیکے امید جو یان آتا ہے
پیاسا دریا سے نہین جاتا ہے

صبح جنت سے ہوا آتی ہے
ساتہہ وہ پہولون کی بولاتی ہے

قبر پہولون سے جو بن جاتی ہے
عطر کی صاف مہک آتی ہے

عود و عنبر سے مہکتے دیکہا
قبر سے نور پہ چمکتے دیکہا

یا نبی رحم خدارا اسیر
ہے یہ امت مین تری خستہ جگر

رحم کر اس پہ تو ای میرے خدا
بخشدے تو اسے بندہ ہے ترا

نور سے قبر منور کردے
قبر مین نور کا بستر کر دے

کون جانیگا ترا راز و نیاز
بخشدے چاہے جسے نکتہ نواز

ہدایت برائے احباب و ہم خاتمۂ کتاب

دل مرا غم سے جو رنجور ہوا
قصہ لکہنے پہ مین مجبور ہوا

جب قلم اس پہ اُٹھایا مینے | سونیوالونکو جگایا مینے
پورا لکھا نہ گیا رنج و محن | غم رہا سینہ مین خرمن خرمن
درد و رنج و الم و غم لکھا | اور لکھنا تھا بہت کم لکھا
دل مین ہے درد و غم و رنج و ہراس | کیا لکھے جسکے بجا ہو نہ حواس
نہ لکھو دوستو قصہ غم کا | جسنے لکھا وہ کہین کا نہوا
جب سے مینے یہ لکھا افسانا | پھر کسی کام کا یہ دل نرہا
فائدہ کیا دلِ مضطر پایا | جی جلا جان جلی غم کھایا
رہ گئے زخمِ جگر چھل چھل کے | پھوٹے بن بن کے پھپھولے دل کے
بحرِ غم مین جسے گرتے دیکھا | پھر کبھی اوسکو نہ ترتے دیکھا
بحرِ غم سے نہ اُبھرتا دل کا | دل سے مین مجھ سے گزرنا دلکا
ہائے بے موت موا دل میرا | زندہ در گور رہا دل میرا

وہ سب جلے قلب و جگر مل مل کے — اور بہڑکنے لگے شعلۂ دل کے
آتش ہجر سے جی جلتا ہے — اور کلیجہ بہی کوئی ملتا ہے
شمع کی طرح پگلتا ہے دل — مجھکو بو آتی ہے جلتا ہے دل
غم نے کیا ہون کے کہایا دل کو — لاکھ دہونڈہا نہین پایا دل کو
اپنی ہستی سے گزر جاتا ہے — نہین معلوم کدہر جاتا ہے
میرے اور دل کے ہی باہم تکرار — مجھ سے دل اور مین دل سے بیزار
ایک دل لاکھ ہین غم کے ریلے — روکے کس کس کو کہان تک جہیلے
دل یہ کس کس کی کرے غمخواری — ایک دل میرا خدائی ساری
مین نے پایا دل مضطر جیسا — دل خدا دے نہ کسی کو ایسا
دل تری چرب زبانی کبتک — بس ترے غم کی کہانی کبتک
دیکھکر یہ مرے غم کا سینہ — غم سے بس شق ہے قلم کا سینہ

ہین سیہ سوزشِ غم سے آنسو | ٹپکے پڑتے ہین قلم سے آنسو
بس قلم روک لے کر غم کو سلام | قصۂ غم ہوا بس آج تمام
غم سے منہہ موڑ لیا ہے مینے | بس قلم توڑ دیا ہے مینے
بخدا فخر سے سو بار کہون | غم کے افسانہ کا موجد مین ہون
سب سے یہ رنگ نیا ہے کہ نہین | یہ مرا فخر بجا ہے کہ نہین ہا
سرِ مو فرق نہین اسمین ذرا | جو سنا مین نے جو دیکھا لکھا
سن کے یہ ٹکڑے جگر ہوتا ہے | سچے باتونکا اثر ہوتا ہے
کوئی سچا نہین فریاد مری | داد دین صاحبِ اولاد مری
یہ صلہ بہرِ خدا دو مجھکو | فاتحہ پڑہ کے دعا دو مجھکو
رحم کر مجھ پہ خداوندِ جلیل | تجھ سے شرمندہ ہے یہ عبدِ ذلیل
اپنے عصیان سے گران باری ہے | تیری رحمت کی طلبگاری ہے

توبہ کر دیمین یہ خطر کیا ہے		اوسکی رحمت کا بڑا دریا ہے
تیرے سجدیمین سرافگندہ ہون		توخدا ہے مین ترابندہ ہون

داورا بخشدے داور کے گنہ

گرگنہگار پہ رحمت کی نگہ

تمت بالخیر

تاریخ وفات مرحومہ یعنی نورچشمی مہتاب النسا بیگم

یہہ جوان مرگ کے ہی مرگ کا حال		قصہ غم والم مین ہے سال ۱۲ ۱۳ س
	ولہ	
کی ہے تاریخ یہ داور نے رقم		اسکا سنہ ہے عجب افسانۂ غم ۱۲ ۱۳ س
	ولہ	
حال رحلت مین لکہا قصہ غم		قصہ غم سی بڑہا اور الم

ولہ

داورا بِ نصیبِ قلم ہو تاریخ	ناوکِ قصۂ غم ہو تاریخ ۱۲ ۱۳ھ

قطعۂ تاریخ طبعِ مثنوی

داور نے لکھا فسانۂ غم	جب چاند ہوا زمین کا پیوند
ہے قصۂ غم کے طبع کا سال	سوزِ غم نوجوان دلبند ۱۹ ۱۳ھ

ء.۲۸ے

قطعہ تاریخ طبع مثنوی (قصۂ غم) مصنفہ نواب داور الملک بہادر۔ از طبعزاد

نواب فصیح الملک بہادر استاد جہان بلبل ہندوستان داغ صاحب دہلوی

داور الملک نے لکھا کیا خوب	رنج و حسرت میں یہ الم نامہ
طبع کا سال داغ نے لکھا	کیا ہی اندوہناک غم نامہ

۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ طبع مثنوی (قصۂ غم) مصنفہ نواب داور الملک بہادر۔ از

طبعزاد عالیجناب مہاراجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد۔ شاد نواب مدار المہام سرکار

آصفی تلمیذ حضرت آصف خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

لکھی داور الملک نے مثنوی	کہ پڑھنے سے جسکے ہے دل چاک چاک
ہوئیں انکی لڑکی جو مرگ آشنا	اسی کا ہے دکھڑا سمیں بس ہولناک
یہ ہے مثنوی یا کہ ماتم سرا	ہوا ماہ و مہر تیرہ پیوند خاک
ہوئی جب مجھے فکر تاریخ طبع	کہا دل نے مجھسے (غم دردناک)

۱۳۱۹ھ

ولہ

شنو در دکن چاپ این مثنوی | مگو مثنوی پر ز غم داستان

جگر چاک از خواندنش مرد و زن | همه سینه کوبان و مویه کنان

سن طبع و ترتیب این غمکده | بجو شادازـ داغ درد نهان

۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ ختم مثنوی قصۂ غم از طبعزاد جناب لطیف احمد صاحب

اختر خلف امیر مینائی مرحوم

ہائے یہ رنج والم کی داستان | مثنوی ہے یا قیامت کی شبیہ

سال ترتیب اسکا اختر نے لکھا | کھیچ گئی اک درد و حسرت کی شبیہ

قطعہ تاریخ طبع از طبعزاد جناب حفیظ الدین صاحب یاس حیدرآبادی

رنج دختر مین نیا قصۂ غم | داور الملک بہادر نے لکھا

طبع کی یاس نے لکھی تاریخ | یہ عجب نامۂ غم طبع ہوا

۱۹ ۱۳ھ

ولہ

چو این نظم غم داور الملک ساخت | مرتب بصد رنج و آشفتگی
رقم یافت تاریخ طبعش نمود | پر آلام جان طبع شد مثنوی

۱۲۷۹ ہجری

قطعہ تاریخ طبع از طبعزاد جناب سید جلال الدین صاحب توفیق حیدرآبادی

کیا ہی دلسوز مثنوی لکھی ہا | میرے نواب نے خدا کی قسم
کیا عجب گرمیٔ مضامین سے | ہاتھ میں شمع سان جلا ہو قلم
گل مضمون کہلاتی جاتی ہے | ہے زبان موجۂ نسیم ارم
اسقدر صاف ہی کلام کہ بس | صفحۂ پر آئینہ کا ہے عالم
سرخیٔ داستان سے ظاہر ہے | خون چکان ہے یہ قصۂ پر غم
کاوش چرخ پیر کی دولت | اک جوانمرگ کا ہے یہ ماتم
ہے سیہ پوش حرف حرف سکا | اسکی ہر بیت ہے صف ماتم

مرگ پر کس کے رو رہے ہین حرف — نقطون مین ہے سر تنک کا عالم
دل گرفتہ ہر ایک دائرہ ہے — صورت چین گیسوے پر خم
چل رہا ہے جگر پہ آرہ سین — بار غم سے میان دال ہے خم
کاف نالان ہے اپنی مرکز سے — سر پہ بیٹھا ہے تیر درد و الم
صبح غم سے بیاض بین سطور — ہے سواد مداد شام الم
اے فلک انقلاب ایسا ہی — ق — یہ بھی ظالم طریق ظلم و ستم
وہ جئے جو کہ مردہ کہلائے — وہ مرے جو کہ ہو مسیحا دم
ہو خسوف لحد مین حیف وہ ماہ — چاندنی جسکا ہو غبار قدم
کیون نہ خامہ کی طرح شق ہو زبان — گر بیان ہون حروف قصۂ غم
کیون دوتا قد چرخ پیر نہ ہو — قاف ہے اسکا کوہ قاف الم
گریۂ صاد سے یہ ظاہر ہے — ہے سفید اسکا دیدۂ پر غم

پیٹتے ہیں حروف سر اپنا ‏ ‏ ہائے سے ہے ہائے ہائے کا عالم

نقطۂ غین سے یہ ظاہر ہے ‏ ‏ سر پہ ٹوٹا ہے کوہ درد و الم

سرگرانی سے ہر جگہ بات ہے ‏ ‏ بار غم سے میان دال ہے خم

شمر یہ جس کس کا تھے ‏ ‏ نالہ صورت ہے سر پر قلم

الغرض کیا لکھوں تیرے ‏ ‏ کیا کہوں ہائے سال طبع رقم

جسکا ہر لفظ دفتر اندوہ ‏ ‏ جسکا ہر حرف داستان الم

کلک پر درد نے لکہا توفیق ‏ ‏ آہ وہ دلگداز قصۂ غم

۱۹ ۱۳

تاریخ ختم مثنوی از توفیق صاحب

ہوئی جب ختم مثنوی توفیق ‏ ‏ دل نے دکہلائے جلوۂ زلف عروس

خامہ نے شانہ بنکے سلجہائے ‏ ‏ گیسوئے داستان مرگ عروس

۱۸ ۱۳

قطعہ تاریخ وفات بنات النسا بیگم مرحومہ از طبع زاد نیر صاحب فرستادہ

نواب نظام یار جنگ حسام الملک

خان خانان بهادر

دلا از دیدهٔ عبرت ببین اوضاع این عالم
که گل را از هزاران داغ و بلبل خار صد ماتم

ثمر از شاخ سبز افتاد و پیوند زمین گشته
قمر از آسمان افتاد و رفت اندر مغاک غم

هلال سال گل کرد از شبستان غم اے نیّر
از این عالم فنا شده آه مهتاب النسا بیگم

۱۳۱۲

ایضاً

گردید منخسف قمر عفت و حیا
در عین عنفوان شباب و جمال آه

در چشم مادر و پدر از مرگ نور عین
گشته سیاه روز و شب و ماه و سال آه

نیّر ز چرخ چارمی آورد سال حال
مهتاب زیر خاک بشد در کمال آه

۹۴ ۶۱۸

تاریخ وفات مهتاب النسا بیگم مرحومه دختر جناب نواب مستطاب معلی القاب نواب دلاور الملک بهادر دام اقباله و اجلاله طبعزاد سید علیحسن خان

لکھنوی عابدی المتخلص مریخ

داور الملک بہادر نے لکھی مثنوی یہی ۔ جسکا مداح ہر اک عاقل و فرزانہ ہے

مطلع سے مقطع تک ہے نور کے سانچے میں ڈھلی ۔ روح فردوسی و خاقانی بھی پروانہ ہے

روزمرہ بھی فصاحت بھی بلاغت بھی ہے ۔ مثنوی ہے کہ یہ اک نور کا افسانہ ہے

گل و بلبل بھی ہیں اس غم میں شریک ماتم ۔ شمع غم ہے کہیں دشمن کہیں پروانہ ہے

مدح ممدوح میں مریخ زباں ہے قاصر ۔ بس قلم روک لے سودائی دیوانہ ہے

از روی جان لکھی تاریخ تو ہاتف نے کہا ۔ صدمۂ رنج و غم و درد کا افسانہ ہے

۹۳ ۔ ۱۸ھ

تاریخ طبع مثنوی از طبع زاد جناب نواب لقمان الدولہ بہادر دل

دختر نوجوان کے ماتم میں ۔ مثنوی ہے یہ پُر ز رنج و الم

داور الملک کی ہے یہ تصنیف ۔ سال ہے حال دل فسانۂ غم

۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ طبع مثنوی از طبع زاد جناب نواب اسد یار الدولہ بہادر آسد تلمیذ داغ صاحب

داور الملک میرے قبلہ نے
خوب لکھا ہے اک فسانۂ غم

ڈھلگئی ہے زبان فصاحت مین
اور بلاغت میں بھی نہین ہے کم

غم دختر کا ہے یہ افسانہ
سب جنھے اسکو سنا کیا ماتم

طبع کا سال یہ آسد نے کہا
چھپ گیا لاجواب قصۂ غم

۱۳۱۹

ولہ

غم و رنج دختر مین وہ مثنوی
لکھی داور الملک نے مرحبا

ہوئی فکر جب طبع کے سال کی
غم نور دیدہ ۔ آسد نے کہا

۱۳۱۹

قطعہ تاریخ طبع مثنوی از طبعزاد جناب نواب مظفر یار جنگ بہادر ۔ اشرف تلمیذ داغ صاحب

رنج دختر میں ایک افسانہ
داور الملک نے کیا ہے رقم

سال فصلی یہ اسکا کہہ اشرف
دیکھ اچھا چھپا ہے قصۂ غم

۱۳۱۹ ف

قطعہ تاریخ طبع مثنوی از طبعزاد جناب نواب مظفر یار جنگ بہادر ۔ مظہر

مثنوی قصۂ غم ہے جدید
داور الملک اسکے موجد ہین بجا

طبع کی تاریخ مظہر نے کہی
چھپ گیا افسانۂ غم کا بے بہا
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ طبع مثنوی من تصنیف میر امداد علی صاحب زار

داور الملک بہادر کو حیف
دیا تقدیر نے صدمۂ جانکاہ

راہیٔ خلد ہوئی دخت نیک
دوست سب کہتے ہین انا للہ

مثنوی آپنے اس غم مین کہی
قصۂ غم ہی ہی حق ہے گواہ

سنہ تاریخ یہ اے زار کہی
آج کیا قصۂ غم دیکھا آہ
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ طبع مثنوی از طبع زاد جناب شیخ داؤد صاحب ڈاکٹر محلات مبارک سرکار عالی

زبانِ قلم سے عجب غم اٹھا ہے
جو قرطاسِ دل کو سیہ کر دیا ہے

نہین مثنوی بل سراپا ہے اندوہ
گویا ذاتِ غم کا یہ فوٹو کھچا ہے

یہ تاریخ داؤد بہت سہل تر ہے
عجب قصۂ غم باآسان لکھا ہے
۱۳۱۰ف

قطعہ تاریخ طبع مثنوی از طبعزاد جناب محمد شرف الدین صاحب آسی فرزند جناب یاس صاحب

غم دخت میں داور الملک نے	لکھی مثنوی کیا ہی پر درد واہ
کہا آسی نے طبع کا سال یوں	چھپا قصۂ غم نیا آہ آہ ۱۹ ۱۳ھ

قطعہ تاریخ طبع مثنوی از طبعزاد جناب میر حسن علی صاحب صفا

یہ داور الملک کی ہے تصنیف	یہ قصۂ غم پر از محن ہے
ہاتف نے کہا صفا سے لکھدے	مرغوب جہاں ہوا - میں سن ہے ۱۹ ۱۳

قطعہ تاریخ طبع مثنوی از طبعزاد جناب حکیم نور محمد صاحب نور بہ نور علی نور

داور الملک ہیں سخنور عصر	قصۂ غم کا نسخہ خوب لکھا
لکھی چھپنے کی نور نے تاریخ	آہ غم کا چھپا یہ قصہ کیا ۱۹ ۱۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ مع قطعۂ تاریخ از جناب محمد علی صاحب ملازم دفتر صدر محاسبی سرکار عالی حیدر آباد دکن

المتخلص بہ آصف

یہہ کتاب کوئی فسانہ خیالی ہے اور نہ مصنوعی حکایت عشق و عاشقی ہے بلکہ یہہ ایک رنج و الم وا قعی اور ماتم جانکاہ کا بیساختہ فوٹو ہے جسکو عالیجناب نواب داور الملک بہادر المتخلص بہ داور مقرب آستان معدلت نشان اعلحضرت میر محبوب علیخان نظام الملک آصف جاہ بادشاہ دکن ملک دکن مد ظلہ العالی نے اپنے دختر نیک اختر کے واقعہ وفات حسرت آیات کے غم جانکاہ مین مرتب فرمایا ہے۔

مختصر کیفیت اس سانحہ غم کی یہہ ہے کہ نواب صاحب ممدوح کی ایک صاحبزادی مسماۃ مہتاب النسا بیگم صاحبہ مرحومہ حسن سیرت و اخلاق سے آراستہ اور اوصاف حمیدہ سے پیراستہ تھین مرحومہ کی شادی نواب صاحب کے برادرزادے نواب مظہر یار جنگ بہادر سے ہو کے کوئی نو مہینے کا عرصہ ہوا تہا کہ مرحومہ نے اس دنیائے ناپائیدار سے انتقال فرمایا۔

ناظرین خیال فرما سکتے ہین کہ ایسی عزیز و لائق لڑکی اور ایسی حالت نو عروسی مین ماں باپ کو اپنی

جدائی کا داغ دیجاسے تو اونکے دلکا کیا حال ہوا ہوگا۔

ایک مدت تک نواب صاحب ممدوح اپنے نور چشمی کی یاد مین آہ و زاری کرتے رہے بالآخر طبع موزون نے حسب حال اوس مرحومہ کے اشعار لکھنا شروع کردئے۔ جو فطرتی موزون مزاجون کیلئے غم غلط کرنیکا ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ چند روز مین ایک خاصی مثنوی مرتب ہوگئی جو اسوقت ہمارے پیش نظر ہے۔

ہم نے جہان تک غور کیا اس مثنوی کو اپنی طرز مین جدید پایا کیونکہ خیالی مضامین اور نقل و حکایات کے طور پر زبان اردو مین بہی بیسون مثنویان دیکہی گئی ہین۔ لیکن اس طرز خاص یعنے غم انتقال دختر مین اجتک کوئی مثنوی ہمارے نظر سے نہین گزری۔ بیشک نواب صاحب اس طریقہ کے موجد ہین اور آیندہ جو لکہینگے آپ کے مقلد ہون گے۔

نواب صاحب ممدوح کی دختر مرحومہ کے روحانی حالات جیسے اکثر لوگون نے دیکہا ہی کہ وہ طواف بیت اللہ شریف مین نظر آئین۔ اور اپنے اوستانی وغیرہ کے خواب مین جو جو باتین کہین صبح مین وہ سب بعینہ وقوع مین آئین ان علامات مقبولیت کے نظر کرتے اس مثنوی کے لکہے جانیکو بہی مرحومہ کا ایک تصرف روحانی تصور کرنا بیجا نہوگا کیا معنے کہ بقائے نام و نشان بہی مقبلان بارگاہ رب العزت کی نشانیون سے ہے اور یہہ بات بغیر فضل ایزدی و عنایات صمدی نصیب نہین ہوتی ؎ رحمت حق بہانہ می جوید۔ کیا بعجب

کی بات ہے دنیا کی تاریخ مین صدہا مثالین اس طرح کی موجود ہین - تعز من تشاء وتذل من تشاء - اوس خلاق عالم وقادر مطلق کی شان ہے جسکو چاہتا ہے دولت وعزت دارین سے سرفراز فرماتا ہے سہ طاعت پہ ناز کام ہے مردفضول کا ؎ خالق کو اختیار ہے رد وقبول کا -

اس واقعہ کا واقعی اور بلا تصنع ہونا اسکی بیساختگی بیان سے خود ظاہر ہے اور چونکہ یہہ ایک بیان غم والم ہے اسلئے اسمین نواب صاحب نے مضامین ومحاورات مین کا برتاو اس عمدگی سے فرمایا ہے کہ جو حضرات اہل درد اسکو دیکھین یا سنین ممکن نہین کہ انکہہ سے آنسو نہ ٹپک جائے -

روزمرہ اردو زبان نہایت فصیح وبیساختہ ہے الحاصل اس مثنوی کی خوبی اوسکے دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے راقم نے تقریب طبع ایک تاریخ ذیل مین درج کی ہے وھو ہذا

موجد اس قصۂ الم کے ہین
داور الملک داور اکرم ؎ ؎

داستان غم والم ہے یہ
سطر اسکی ہے یاصف ماتم

رنج وغم کا بیان بطرز جدید
اسمین دیکھا گیا خدا کی قسم

لکھا واصف نے طبع کا یہہ سال
بے بدل ہے جدید قصۂ غم

۱۳۱۹ھ

تقریظ مع قطعہ تاریخ ختم مثنوی از جناب غیاث الدین صاحب حیدرآبادی

میری اس ناچیز تقریظ کو ارباب دانش بڑی وقعت کے نظر سے ملاحظہ فرماوین کہ ہمارے دیسی حکام بہی لیاقت و موزنیت مین اسقدر مواد رکہتے ہین کہ بجز باہمی تجربہ کے کسیکو ظاہر نہین ہوتا جو اسوقت عالیجناب نواب داورالملک بہادر مقرب شاہ دکن سلطان زمن مدظلہ العالے نے نسخہ قصہ غم تصنیف فرمایا ہے یہہ ایک نیا نقشہ باندہا گیا ہے اس مثنوی کے موجد نواب صاحب معز ایک اچہی صورت مین ہوئے ہین اور انکی زبان دانی اور انکی موزونیت طبع و بلند خیالی و پرمغزی بہت اعلی درجہ پر ہے زبان دان دلی و لکہنوسے کچہہ کم نہین بلکہ نواب صاحب ممدوح کا مماثل نہین۔

اس خاکسار کو اسوقت اسقدر کافی مہلت نہین ملی اس گہرہای مضمون کو رشتہ نظم مین منسلک کیا جاے مگر تاہم حسب حوصلہ ایک قطعہ تاریخ ذیل مین درج ہے

تاریخ

داورالملک نے جو قصہ غم	مثنوی کی مثال دی ترتیب
پوچہا تصنیف کا جو فصل	کہا ہاتف نے ہی عجیب و غریب

۱۳۱۹ھ

تقریظ مع قطعہ تاریخ از جناب سید محمد تقی صاحب حیدرآبادی ؛؛

گر پسر نو سالہ بمیرد عجبی نیست　　　　این ماتم سخت است کہ گویند جوانمرد

یہ اوس نوجوان پرحسرت وارمان کی بیوقت موت کا دلگداز قصہ ہے جسکے غم کے ہاتون نے مان باپ کے لوح دل سے حرف خوشی مٹا دیا۔ اور یہ اوس نوعروس جوان مرگ کی وفات کا دلونکو بیچین کرنیوالا سچا واقعہ ہے جسکے سوز فرقت نے مان باپ کے سینون مین ایسی آتش غم واندوہ بھڑکائی ہے جو کسی طرح بجھ نہین سکتی۔ افسوس۔ یہ اوس غنچہ ناشگفتہ کی افسردگی کا فسانہ جانکاہ ہے جوابہی کھلنے نہ پایا تہا سے پہول تو دودن بہار جان فزا دکھلا گئے ؛؛

حیف اُن غنچون پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

غرض یہ مثنوی (قصہ غم) جسمین نواب دادر الملک بہادر مقرب بارگاہ کیوان جناب ہلال رکاب سلطان زمن شاہ دکن مدظلہ العالی۔ اپنے غم والم کی سچی تصویر کہینچی ہے اور خون جگر سے رنگ آمیزی کی ہے ایک نرالی طرز مین ہے بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ نواب صاحب ممدوح اس خاص دلکش طرز کے موجد ہین یہ وہ غمناک درد انگیز مثنوی ہے کہ اس کے ہر حرف سے غم ٹپک رہا ہے اسکی ہر بیت مین نشتر کی خلش ہے۔

نواب صاحب معزلنے اس حسن سے اس سچے واقعہ اور رویاے صادقہ کی تصویر کہینچی ہے کہ اسکا ہر حرف اسکی صداقت کی شہادت دیرہا ہے اور اسکا ہر ایک پر اثر لفظ اس کے

واقعی ہونیکا گواہ ہے علاوہ واقعہ نگاری کے نواب صاحب ممدوح نے سلاست زبان
بندش الفاظ کا خاتمہ کر دیا ہے اور چستی مضمون صفائی زبان مین قلم توڑ دیا ہے یہ وہ مثنوی ہے
و فصاحت و بلاغت مین نظیر نہین رکھتی بے ساختگی و آویزش مضمون مین اپنا آپ ہی جواب ہے

قطعہ تاریخ طبع مثنوی

نواب جناب داور الملک	استاد فن امیر اعظم
دختر کی وفات کے بیان مین	لکھا ہے انہون نے قصۂ غم
یہ عمدہ ہے کہ مثنوی ہے	ہر حرف ہے داستان ماتم
سید نے لکھا ہے سال تاریخ	دلسوز بیان ہے نامۂ غم

۱۳ ۹

تاریخ ختم کتاب

دوست تو دوست اگر سنے کبھی	ٹکڑے ٹکڑے ہو جگر دشمن کا
کہا سید نے ختم کتاب	ہے بیان رنج و غم دونون کا

۱۳

تقریظ من تصنیف جناب میر احمد علی صاحب شہید اردو خوشنویس

سبحان اللہ کیا ہی قصہ نواب داور الملک بہادر نے نظم کیا ہے ہر مصرع مضامین کا سلاست مین غیرت زمرد
محاورہ بہت ہی نہایت خوب زبان کی ترکی ہوئی شستہ رفتہ سبکی و خوبی الفاظ درست اشعار چست اسکی تعریف مین زبان قاصر
اسکی توصیف مین حواس قاصر ہوں طرز کہو تو بجا داد نظم کہو تو روا۔ فقط